عقیدۂ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مجلّہ
12
المنتہیٰ
رجسٹرڈ
جلد 3
جولائی تا ستمبر 2020ء
شمارہ 12
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
مدیر اعلیٰ
خواجہ غلام دستگیر فاروقی

المنتہیٰ
1
جولائی تا ستمبر 2020ء
Regd. 2-66/8288
سہ ماہی
المنتہیٰ
رجسٹرڈ
جلد 3
جولائی تا ستمبر 2020ء
شمارہ 12
زیر ظل عاطفت
متوکل علی اللہ، یادگار اسلاف قبلہ
حافظ محمد قاسم علی ساقی مدظلہ
آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس، شکر گڑھ
سرپرست اعلیٰ
عالمی مبلغ اسلام، شیخ طریقت حضرت العلام
خواجہ محمد بدر عالم جان
مدیر اعلیٰ
خواجہ غلام دستگیر فاروقی
مدیر
صاحبزادہ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی
مجلس ادارت
نواسۂ فقیہ اعظم مفتی محمد اسد اللہ نوری
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری
ڈاکٹر محمد بلال شرفی القادری
محمد ثاقب رضا قادری
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
پروفیسر علی وقار قادری
مجلس مشاورت
قاری محمد مجید نوری
علامہ محمد اصغر شاکر
حافظ محمد آصف قادری
قاری نعیم احمد سلطانی
نگران طباعت
صابر علی قادری
متعاون
حافظ علی رضا فیض، اکرام اللہ صدیقی
رابطہ کمیٹی
عمر علی قادری
قاری نور نبی نقشبندی
حافظ حماد ملک
0306-4373145
0342-5428102
0303-5238504
سرکولیشن انچارج
راحیل احمد چشتی
0302-3911531
قیمت فی شمارہ -/40 روپے
المنتہیٰ میں شائع ہونے والی نگارشات کے
نفسِ مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے
سالانہ خریداری
-/200 مع ڈاک
غلام دستگیر فاروقی نے منہاج القرآن پبلی کیشنز سے چھپوا کر آستانہ چشتیہ خیریہ شکر گڑھ سے شائع کیا۔
مرکزی آفس
آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس (چک امرو دوی) شکر گڑھ
ذیلی آفس
دار العلوم جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور
E-mail:farooqi4156@hotlook.com

فہرست

★ اے خدا 3

★ وجاہت ختم نبوت 4

★ فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا 5

★ عقیدۂ ختم نبوت پر قرآنی اُسلوب 10

★ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا حقیقی پس منظر 15

★ محبت و قدر نامہ 22

★ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ 23

★ ٹیکنیکل مناظرہ 26

★ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ 29

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

عالمی وباء کرونا وائرس کے نتیجہ میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہمارے مجلہ ''المنتہیٰ'' کی گزشتہ سہ ماہی اپریل، مئی، جون 2020ء کا پرچہ مارکیٹیں بند ہونے کی وجہ سے نہیں چھپ سکا اور مزید برآں سرکولیشن کا بھی مسئلہ تھا۔ گزشتہ شمارہ کے بارے ''المنتہیٰ'' کی رابطہ کمیٹی نے باقاعدہ مشاورت اور اتفاق رائے سے اشاعت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ سہ ماہی (جولائی، اگست، ستمبر) کا شمارہ حاضر خدمت ہے۔ (منجانب: ادارہ المنتہیٰ رجسٹرڈ)

اے خدا

تو ہے قیوم، قادر، قدیر اے خدا
کوئی تجھ سا نہیں ہے کہیں دوسرا

تیرا کتنا بڑا ہم پہ احسان ہے
اپنا محبوب ﷺ مبعوث ہم میں کیا

اپنی صورت پہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کی
دیکھتا ہوں بہر سو میں جلوہ ترا

ملک ہے سب ترا ملک ہے سب تری
از سرائے ثریٰ تا بہ فوقِ سما

شاہِ کونین پر ہوں کروڑوں درود
تیری عظمت سے ہم کو کیا آشنا

لَمْ یَلِدْ بھی ہے تو لَمْ یُوْلَدْ بھی ہے تو
سب میں موجود تو سب سے لیکن جدا

تجھ سے عزت مری تجھ سے ہی آبرو
ہوں ترا ہی اگرچہ میں ہوں پُر خطا

دیدِ کعبہ سے آنکھوں کو فرحت ملی
بخش ایسی سعادت مجھے بارہا

کچھ نہیں مانگتا تجھ سے فیض الامیں
عشقِ احمد ﷺ کی دولت مگر کر عطا

محمد نجم الدین عروس فاروقی، صاحبزادہ، ادب آشنا، ص48

وجاہت ختم نبوت

وجاہت کس قدر ہے مرحبا ختم نبوت کی
زمینوں آسمانوں میں ضیاء ختم نبوت کی

خدا نے روز اول ہی رسولوں سے لیا وعدہ
تمہاری روح میں ہو گی وفا ختم نبوت کی

کوئی دجال کیا اس نقش فطرت کو مٹا پائے
خرد سے ماورا ہے ہر ادا ختم نبوت کی

کسی کذاب کا منہ دیکھنا شایاں نہیں لوگو!
ہمیں ہر روز ملتی ہے عطا ختم نبوت کی

محمد فاتح ہر جاں، محمد خاتم دوراں
محمد کو ملی شان علا ختم نبوت کی

چمن میں گل کھلے، بلبل تھے سکان شب جاگے
مہک لے کر چلی باد صبا ختم نبوت کی

غلام زار کے لب پر بحمد اللہ جاری ہے
بیاں ختم نبوت کا، ثنا ختم نبوت کی

اداریہ

فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

سانحہ ارتحال حضرت خواجہ ابوالخیر محی الدین پیر محمد عبداللہ جان قدس سرہ العزیز

2020ء/ 1441ھ رمضان المبارک اپنے عشرۂ نجات سے امت مسلمہ کو فیض یاب کر رہا تھا۔ 29 رمضان المبارک کی رات نماز تراویح کے بعد چارجر خراب ہونے کی وجہ سے احقر کا موبائل بند ہو گیا سوچا کہ صبح ہی کچھ کریں گے۔ 29 رمضان المبارک بعد نماز فجر آرام کے لیے صاحب فراش ہوا۔ چونکہ رمضان المبارک میں معاملات بدلے بدلے ہوتے ہیں تقریباً صبح 9 بجے ایک پریشان کن خواب آیا جس نے فقیر کو ہلا کے رکھ دیا دل میں خیال تھا کہ خدا خیر کرے کچھ خیر نہیں لگتی طبیعت انتہائی پریشان، افسردہ اور غمزدہ تھی۔ انہیں خیالات میں رہائش کے دروازے کے ذرا باہر ہوا کہ موبائل آن کروں کہ برخودار پہلے ہی شدت سے منتظر تھے۔

روح فرسا خبر بتانے کے لیے۔ خبر اتنی اندوہناک اور وحشت زدہ تھی کہ بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے ہیں اور جنازہ رات 10 بجے ہیں سن کر جیسے جسم سے جان سی نکل گئی۔ بہر حال ایک دو گھنٹے میں بندوبست کیا اور مرشد آباد شریف پشاور کے لیے روانہ ہو گئے۔

عالمی وبا کرونا وائرس کے نتیجے میں لاک ڈاؤن تھا بہت سے صاحبان دِل پریشانی میں تھے چونکہ لوکل ٹریفک تقریباً مکمل بند تھی صاحبانِ ہمت وعزیمت کو بہر طور پر پہنچنا تھا۔ حضرت خواجہ ابوالخیر کا آخری دیدار ہوا۔ بہت آگے بڑھنے سے پرہیز اس لیے کیا کہ کہیں شیطان لعین دکھاوے اور رسمی ملاقات کا وسوسہ نہ پیدا کر دے اگر ایک ولی کامل کے جنازے کی سعادت میسر ہو رہی ہے تو احتیاط سے ادا کر کے بخشش کا ذریعہ بنالیا جائے۔

جنازے میں وطن عزیز کے جید و مستند علماء ومشائخ شریک تھے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن (نگہار شریف) نے انتہائی جامع و مانع مگر مختصر اظہار خیال فرمایا اور کہا ''کہ پیر محمد عبداللہ جان رحمۃ اللہ علیہ جیسا تعلقات نبھانے والا میں نے زندگی میں کم دیکھا۔'' عالمی مبلغ اسلام مرشد و معربی حضرت العلوم خواجہ محمد بدر عالم جان زید مجدہ نے انتہائی کربناک اندازِ گفتگو سے چند

منٹ اپنے کلمات جمیل سے ماحول کی فضا کو اس قدر غمناک کر دیا کہ آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے لیکن کروڑہا شکر کہ آپ کی آواز و لہجہ میں استقامت تھی یہ فیضان یقیناً حضرت ابوالخیر کا ہی تھا۔

حضرت خواجہ ابوالخیر قدس سرہ العزیز کے انتہائی قریبی و دیرینہ دوست عالم اسلام کی عظیم شخصیت جامع المعقول والمنقول حضرت ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب زاد علمہ و شرفہ انتہائی علالت کے ساتھ اپنے ہمنوا اور مخلص فی اللہ دوست قبلہ حضرت سے آخری ملاقات کے لیے تشریف فرما تھے آپ کے ہی متعلق قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت تھی کہ جنازہ قبلہ شاہ صاحب پڑھائیں گئیں۔قبلہ شاہ صاحب نے از راہ محبت فرمایا"میں ان کو پیر نہیں کہتا بلکہ میرا سنگی اور بیلی آج مجھ سے رخصت ہو رہا ہے میں نے کیا نبھائی تھی یہی مجھ سے نبھاتے رہے۔"

مزید فرمایا کہ آپ کے بیٹے اور میرے بھی بیٹے خواجہ بدر عالم جان صاحب علم و فضل ہیں وہ جنازہ پڑھائیں لیکن شیخ طریقت خواجہ محمد بدر عالم جان زید مجدہ نے فرمایا نہیں آپ ہی امامت فرمائیں گے۔لاک ڈاؤن کی وجہ سے کثیر تعداد میں سنگیان طریقت و محبت جانے سے رہ گئے۔لیکن باوجود اس کے عشقان کا ہجوم کثیر تھا جنازہ بتا رہا تھا

ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے

الغرض جنازے کی امامت قبلہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب زاد الطافہم (بانی و مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی) نے فرمائی اور دعا حضرت خواجہ ابوالخیر قدس سرہ العزیز کے داماد محترم خانقاہ نقشبندیہ، خانقاہ گلہار شریف (کوٹلی، آزاد کشمیر) کے سجادہ نشین معروف روحانی و علمی شخصیت حضرت پیر محمد زاہد سلطانی، زید انوارہم و فیوضھم نے فرمائی۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

اوصاف جملہ

حضرت خواجہ ابوالخیر قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی سے شریعت و طریقت کی پاسداری، اکابر شناسی، اصاغر نوازی، ادب پسندی اور کتاب دوستی کے آثار نمایاں تھے۔خانقاہی نظام کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔خوش مزاج، خوش اخلاق اور خوش لباس اور صاحب مطالعہ تھے۔اخلاق مصطفوی سے سچے ان کے کردار کی شمع نے خلقت کو مثل پروانہ اپنے گرد رقص کناں رکھا۔افراد

کی کردار سازی، مثبت فکر اور رویے کے حامل افراد میں سے نمایاں نام آپ کا ہے۔ اتباع شریعت، زہد استغناء، منکسر المزاجی جیسے اوصاف عالیہ سے متصف پوری زندگی تعلیم دین، دعوت الی اللہ، اصلاح معاشرہ اور سنت نبوی ﷺ کی ترویج واشاعت میں گزری۔

چال ڈھال میں وقار، محبت شیوہ، شفقت وطیرہ، زبان چمن شرینی، لب ولہجہ میں حلیمی اور خدمت خلق دستور واصول خوبصورت وخوب سیرت نابغہ روزگار تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم داعی عالم اسلام کے عظیم بزرگان سے اجازت وخلافت فیض یافتہ، ان گنت نوجوان کو دینی درسگاہوں کی طرف موڑنے والے، دربار عالیہ مرشد آباد شریف کے سجادہ نشین، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ خیریہ اسلام آباد کے موسس اعلیٰ، خواجہ ابوالخیر فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ، در پردہ عقائد و معمولات اہلسنت پر بے شمار علمی لٹریچر کی اشاعت کے امیر، وطن عزیز اور بیرون ممالک میں شب وروز حلقات ذکر کو پھیلانے والے عظیم مصلح اور حقیقت میں بے مثال شخصیت تھے۔

جمال یار کی رنگینیاں بیان نہ ہوئیں
ہزار کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

ہمارے الفاظ کا ذخیرہ تھوڑا ہے اور خواجۂ ابوالخیر کا رتبہ بڑا ہے وہ ارفع اور بلند و بالا ہستی تھے، سراپا محبت تھے اور محبت بھلا کب الفاظ میں بیان ہوتی ہے۔ آخر وقت تک آپ کی صحبت و ملاقات ناچیز کے لیے سرمایہ وفخر ہے۔ جب بھی ملاقات کا شرف ملا سلام مسنون کے بعد پہلا سوال قبلہ والد گرامی یادگار اسلاف متوکل علی اللہ حافظ قاسم علی ساقی زید مجدہ سے متعلق ہوا۔ بلا کا لہجہ تھا جب فرماتے ''حافظ صاحب کیسے ہیں'' طویل سفر کی تھکن یکسر ختم ہو جاتی اکثر فرماتے ''بڑے باہمت آدمی ہیں۔''

وصال کے بعد فقیر پر تقصیر جس بھی علمی وتحقیقی وفکری شخصیت سے ملا تو ان شخصیات نے آپ کی خدمات دینیہ کو خوب سراہا خاکسار یہی سوچتا رہا کہ ''من آنم کہ من دانم'' میں کون ہوں لیکن نسبت عجیب چیز ہے کہ فقیر سے بھی احباب اتنی بڑی ہستی کی تعزیت کر رہے ہیں اور فاتحہ۔

آہ! شریعت وطریقت وادب کے آفتاب یکے بعد دیگرے غروب ہوتے جا رہے ہیں

ماضی قریب میں کتنے صاحبان علم و ادب سے ہم محروم ہو گئے ابھی شیخ طریقت مفسر قرآن ابوالنصر مولانا منظور احمد ہاشمی نور اللہ مرقدہ (ساہیوال)، عظیم مصلح مولانا منیر احمد یوسفی علیہ الرحمۃ (لاہور) مجاہد ختم نبوت سید ہدایت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد) داعی رضویت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)، محقق عصر مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ، پیر فیض الامین فاروقی علیہ الرحمۃ (مونیاں شریف، گجرات) و دیگر علمی و عملی شخصیات کا غم ہلکا نہیں ہوا تھا کہ خانقاہی نظام کا عظیم نام قبلہ خواجہ ابوالخیر نور اللہ مرقدہ اپنے متعلقین، متوسلین اور محبین کو داغ مفارقت دے گئے۔

ابھی جب یہ تحریر رقم کی جا رہی ہے ایک اور خبر وحشت اثر بن کر سامنے آئی کہ جامع المعقول و المنقول عظیم عربی حاشیہ نگار، مفسر قرآن علامہ عبدالرزاق بھترالوی حطاروی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

آہ! ان فرشتہ صفت ہستیوں کا کوئی نعم البدل دور دور تک نظر نہیں آتا ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے۔ قلم و قرطاس سے محبت کرنے والے اٹھتے جا رہے ہیں اور کاروان آخرت کے ساتھ ملتے جا رہے ہیں آہ!...... دل غمناک اور آنکھیں پرنم ہیں۔ جانے والے کسی کی نہیں سنتے...... کبھی واپس نہیں آتے...... ہم نے بھی ان کے پیچھے جانا ہے۔

فقیر ان نفوس قدسیہ کے متعلق کیا لکھ سکتا ہے یہ تو فقط محبت کا اظہار ہے۔ ورنہ لکھنے والی ان گنت شخصیات موجود ہیں۔

خواجہ ابوالخیر پیر محمد عبداللہ جان قدس سرہ العزیز کی شخصیت ساحرانہ کے چند پہلوؤں کا مطالعہ کرنا ہو تو ''تذکرہ نقشبندیہ خیریہ'' (محمد صادق قصوری) ''انوار خیریہ'' (پروفیسر ڈاکٹر امین مخفی الخیری) اور ''اَبوالخیر مَنْ'' (راقم الحروف) درکار ہوں گی۔

اہل محبت و عقیدت! ناچیز آپ کی شخصیت کے بارے فقط محبت کا مختصر اظہار کر سکا۔ جو کچھ الفاظ سپرد قلم کیے ہیں قسم با خدا! آپ کی ذات والا برکات میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

آیئے اعلیٰ حضرت امام رضا حنفی قادری نور اللہ مرقدہ کے اشعار پر مضمون کو مکمل کرتے ہیں۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے طیب و طاہر گیا

ترجمہ: اے میرے اللہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کا صدقہ تیرے حبیب کا غلام جو بھی وصال کرے تیری مخلوق (انتم شهداء الله تعالىٰ فى الارض) تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو اس کی طرف اشارہ کر کے یہ نہ کہے کہ اچھا ہوا فاسق وفاجر مر گیا۔

بلکہ ایسا ہو کہ اس کی وفات پر عرش پر فرشتے دھوم مچا دیں اور خوش ہو کر اس روح کا استقبال کریں کہ نیک روح ہمارے پاس آ گئی ہے اور ادھر زمین والے غم سے نڈھال ہو جائیں کہ کتنا پاکیزہ انسان ہم سے جدا ہو گیا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں مومن صالح کے وصال پر جس زمین پر وہ چلتا تھا چالیس دن تک روتی رہتی ہے (حاکم) جس زمین پر سجدہ کرتا تھا وہ قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دے گی۔ (ابونعیم)

قارئین! غور تو کیجیے فرش زمین کا وہ کون کون سا ٹکڑا ہے جس پر خواجہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ طیبہ کی آواز بلند کی ہے دنیا کا کتنا سفر آپ نے اس غرض و غائیت سے کیا ہے۔ خطہ زمین کا وہ کتنا حصہ ہو گا جو میرے اور آپ کے خواجہ ابوالخیر کے ایمان کی گواہی قیامت کو دے گا۔ اللہ اکبر

اللہ کریم ہمیں آپ کے نقش قدم پر چل کر صوفیاء کی تعلیمات کو عام اور عمل کی توفیق دے آپ کے جگر پارے درویش سرمست پیر محمد فخر عالم جان زید مجدہ اور آپ کے فرزند و دلبند میرے مرشد و مربی حضرت العلام عالمی مبلغ اسلام خواجہ محمد بدر عالم جان زید مجدہ اور آپ کے پورے خانوادے کو سلامت با کرامت رکھے فیضان جاری و ساری رہے۔ پیاسے اپنی پیاس عشق بجھاتے رہیں۔

ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بھکا پھل کھاوے

خواجہ ابوالخیر کا فیضان جاری رہے گا آپ کی یادیں ہمیں عمر بھر تڑپاتی رہیں گی۔

کون کہتا ہے تجھے ہم نے بھلا رکھا ہے
تیری یادوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

قسط نمبر 9

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

اسلوب نمبر 9

قرآن مجید برہان رشید نے جگہ جگہ نبی آخر الزمان ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان جس طرح دنیا میں کیا اسی طرح اللہ رب العزت بروزِ قیامت بھی اسی عقیدہ ختم نبوت کا اعلان فرمائے گا۔ آپ سے پہلے جملہ انبیاء کرام ورسل عظام کا ذکر تو قیامت کو ہوگا لیکن آپ ﷺ کے بعد قیامت کو بھی کسی نبی یا رسول کا ذکر نہیں ہوگا۔ نبی رحمت ﷺ کی امت اور پہلے انبیاء کی اُمتیں قیامت کو ہوں گی مگر جس نے بھی آپ ﷺ کے بعد نبی و رسول کا دعویٰ کر کے نئی امت بنائی اُس دن نہ تو کسی جھوٹے نبی یا رسول کو کوئی پوچھے گا اور نہ اس کی امت کو۔ آیت قرآنی ملاحظہ ہو:

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ (المرسلات:38)

ترجمہ ''یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔''

دیکھا آپ نے اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کا ذکر فرمایا اور آپ سے پہلے لوگوں کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء اکرام سے ہم کلام ہوگا۔ بعد والے جھوٹے مدعیان نبوت کی جانب بالکل متوجہ نہیں ہوگا خالق کائنات نے فیصلہ سنا دیا کہ جس طرح میں نے دنیا میں اپنے محبوب نبی آخر الزمان آفتاب عالم تاب نبوت ﷺ پر ہر نبوت ورسالت کے اختتام کا اعلان فرمایا اسی طرح قیامت کو بھی آپ کی ہی ختم نبوت کا اعلان عام ہوگا۔

منکرین ختم نبوت کے جتنے بھی گروہ ہیں سب کو غور کرنا چاہیے کہ جب قرآن حکیم اتنی صراحت سے حضور ﷺ کی ختم نبوت کو بیان کر رہا ہے تو پھر کون سی وجہ ہے جس سے وہ اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھے ہوئے ہیں؟ کون سی وجہ ہے جس سے وہ نبی رحمت ﷺ کے والضحیٰ والے مکھڑے کو چھوڑ کر مرزا قادیانی جیسے مکروہ چہرے کو اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں؟ کون سا ایسا قرینہ ہے جس سے وہ آپ ﷺ کی شفاعت عظیمہ "کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ" سے محروم ہو کر جہنم جیسی ہولناک جگہ کو اپنا مقدر بنائے ہوئے ہیں؟

آؤ! کل کائنات کے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے وہاں کون سا منہ دکھاؤ گے۔ آؤ! ختم نبوت جیسے قطعی ویقینی عقیدہ پر ایمان رکھو محمد عربی ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر تمام جہانوں کے مالک و خالق کو ناراض نہ کرو اس کی ناراضگی اُس کی بختی کا سبب بنے گی جبکہ قیامت کے دن اس ذات کے علاوہ اور جس کو اس کا حکم ہوگا اس کے علاوہ کوئی حامی و مددگار نہیں ہوگا۔ کیوں "مَالَکُمْ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ" کے مصداق بنتے ہو آؤ! توبہ کرو اور اس بات پر یقین کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت و رسالت نہیں جو مدعی ہے یا ہوگا وہ آپ کے فرمان کے مطابق سب سے بڑا کذاب اور دجال اعظم ہوگا۔

حساب قبر میں بھی ختم نبوت پہ بات ختم ہوگی۔

جس طرح دنیا میں ایمان کا دارومدار سرکار ﷺ کی ذات مبارکہ اور آپ کی ختم نبوت پر ہے اسی طرح قبر میں حضور ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت پر منکر نکیر کام مکمل کریں گیں۔ اگر نبی رحمت ﷺ کے بعد کسی اور شخص کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا ہوتی تو آپ ﷺ کی ذات اقدس پر حساب قبر ختم نہ ہوتا۔ بلکہ جو نبی آپ ﷺ کے بعد ہوتا اُس نبی پر ختم ہوتا جبکہ ایسا ہرگز نہیں۔ آیت ملاحظہ ہو:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ قف لا وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراہیم:27)

ترجمہ ”اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کردیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت طیبہ سوال قبر کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دنیا میں بھی اور آخرت (قبر) میں بھی سوال نکیرین کے وقت کلمہ حق پر قائم اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ جملہ مفسرین نے اس آیت کے تحت قبر میں سوال و جواب والی حدیثوں کو بیان کیا دیکھیے۔

عن انس بن مالك اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَّ الْعَبْدَاِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهٖ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُاَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ۔ (بخاری، ج1، ص183)

ترجمہ: ”انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس سے اس کے دوست منہ پھیرتے ہیں، بے شک ضرور ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو صاحب قبر کو بٹھا دیتے ہیں، تو وہ اُسے کہتے ہیں، اس ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا تو مومن پھر کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ فَقَالَ اَحَدُکُمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْاٰخِرُ النَّاكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا

كُنتَ تَقُولُ فِيْ هٰذا الرَّجُلِ فَيَقُولُ مَا كَانَ يَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ (ترمذی، ج1،ص127)

ترجمہ: ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو کہا تمہارے ایک نے کہ اس کے پاس دو فرشتے سیاہ ڈراؤنی آنکھوں والے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ دونوں کہتے ہیں، اس آدمی محمد عربی ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا، تو کہے گا جو وہ کہا کرتا تھا، کہ وہ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اس کی قبر ستر مربع گز فراخ کردی جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے اس میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس کو کہا جاتا ہے سو جا، پھر وہ کہتا ہے۔ میں اپنے اہل کی طرف واپس جا کر ان کو بتا آؤں، تو وہ دونوں اس کو کہتے ہیں، دلہن کی نیند سو جا۔“

مذکورہ احادیث طیبہ سے ثابت ہوا کہ قبر میں بھی بات ختم ہوگی تو پیغمبر اسلام نبی آخرلزمان ﷺ پر ہی ختم ہوگی اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے بعد والے نبی کا سوال کیوں نہیں کیا جاتا۔ آیئے ان احادیث کے علاوہ وہ حدیث مبارکہ جس میں بطور خاص تیسرے سوال کے جواب میں ختم نبوت کا ذکر ہے وہ بھی پڑھیے:

تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابو یعلیٰ موصلی سے ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے جس

میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جب منکر نکیر آتے ہیں۔ تو ڈراؤنی شکل میں دانت سیاہ، سانسوں سے شعلے نکلتے، بال پیروں تک لٹکتے، دل رحمت اور نرمی سے خالی، ہاتھوں میں ہتھوڑے اتنے بڑے کہ اگر قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر جمع ہو کر بھی اٹھانا چاہیں تو ناممکن۔ میت کو کہتے ہیں اُٹھ بیٹھ۔ یہ اُٹھ کر سیدھی طرح بیٹھتا ہے اس کا کفن پہلو پر آ جاتا ہے وہ اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ صحابہ سے رہا نہ گیا۔ عرض کی یارسول اللہ ایسے ڈراؤنے فرشتوں کو کون جواب دے سکے گا؟ آپ ﷺ نے اسی آیت "یُثَبِّتُ اللّٰہُ" الخ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا وہ بے جھجک جواب دیتا ہے کہ میرا رب وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ ہے میرا دین اسلام ہے جو فرشتوں کا بھی دین ہے اور میرے نبی محمد ہیں جو خاتم النبیین تھے وہ کہتے ہیں آپ نے صحیح جواب دیا۔

(تفسیر ابن کثیر اردو، مترجم مولانا جونا گڑھی، ج 3، ص 87)

و عن تمیم الداری فی حدیث طویل فی سوال القبر فیقول ای المیت الاسلام و دینی و محمد نبی و هو خاتم النبیین فیقولان له لصدقت رواه ابن ابی الدنیا و ابو یعلی۔ (تفسیر در منثور، ج 1، ص 165)

معلوم ہوا حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار بھی قولاً ثابت بھی داخل ہے لہٰذا اسی آیت کریمہ سے ختم نبوت پر استدلال ٹھیک ہوا۔ میثاق میں فیصلہ ختم نبوت پر، دنیا میں فیصلہ ایمان کا ختم نبوت پر، قبر میں فیصلہ ختم نبوت پر۔ اسی لیے قادیانی، مرزائی بھی غور کریں ختم نبوت کا منکر بن کر اپنی قبر اندھیر نگری نہ بنائیں نبی رحمت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لا کر قبر کو روشن و منور کریں اس گھر میں روشنی آپ ﷺ کی ہی ذات کی آمد سے ہو گی امام احمد رضا کہہ گئے۔

نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا حقیقی پس منظر

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تو 61ھ میں ہوئی لیکن چودہ سو سال گزرنے کے باوجود جب بھی محرم الحرام کا چاند طلوع ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عظیم شہادت ابھی اسی سال واقع ہوئی۔ اس لیے ہر آنے والا سال گزرے ہوئے سال کی نسبت اس واقعہ کو ایک نئی تازگی اور نیا رنگ دیتا ہے۔

آخر ایسا کیوں؟ جب کہ تاریخ اسلام میں کئی دیگر اکابر صحابہ، تابعین، صلحاء و مجاہدین بھی شہید ہوئے لیکن جو دوام اور شہرت جاودانی نواسۂ رسول ﷺ کی شہادت کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کی شہادت کو حاصل نہیں ہوئی۔ بدقسمتی سے کچھ لوگ یہ نظریہ اپنا چکے ہیں کہ واقعہ کربلا دراصل اقتدار کی جنگ اور رسہ کشی کا نتیجہ تھا اس لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نعوذ باللہ اس جنگ میں قتل ہو گئے اور یزید علیہ مایستحقہ خلافت و امارت کا حق دار تھا وغیرہ وغیرہ اس لیے ضروری ہے کہ طرف دارانِ یزیدیت کے ان ناپاک توہمات کا انتہائی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ جواب دیا جائے تا کہ شہادت حسین کی حقیقت اور اصلیت اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ آشکار ہو کر قیامت تک انسانیت کو حریت فکر کا عظیم درس دیتی رہے۔

یہ کہنا بالکل غلط اور خلاف حقائق ہے کہ واقعہ کربلا جنگ اقتدار تھی بلکہ اہل ایمان کی رائے میں یہ واقعہ کائنات ارضی پر حاکمیت الٰہیہ قائم کرنے، ایک عام انسان کو اس کے بنیادی حقوق دلوانے اور اسلامی دستورِ ریاست کے تحفظ کا معرکہ تھا جس میں خانوادۂ نبوت نے اپنی عزت و آبرو حتّٰی کہ جان تک کی قربانی دے دی اور زبانِ حال سے اس بات کا اعلان کر دیا۔

سر داد نہ داد دست دَر دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا حقیقی پس منظر سمجھنے کے لیے سب سے پہلے اسلامی طرزِ حکومت کے خدوخال واضح کرنا ضروری ہیں۔

حاکمیت اعلیٰ

ایک اسلامی حکومت کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس میں حاکمیت مطلقاً اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور بندہ اس کے نائب کے طور پر امور مملکت سرانجام دیتا ہے اس لیے اسے "خلیفہ" کے معزز لقب سے پکارا جاتا ہے اسی حاکمیت کے اسلامی تصور کی روشنی میں قانون اور حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا جس کی پاسداری اور اتباع معاشرے کے ہر فرد پر لازمی ہے اور اگر کوئی شخص اس سے گریزاں ہو تو خلیفہ نائب ہونے کی بنا پر اس کو محض سرزنش کر سکتا ہے اس لیے کہ اسلام نے حاکم وقت کو خلافت و نیابت کا حق دیا نہ کہ حاکمیت کا۔ قرآن مجید حاکمیت الٰہیہ کے اسی تصور کو یوں بیان کرتا ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط (حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے)

حضرات انبیاء کرام اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ذات اقدس بالخصوص چونکہ مظہر ذات حق ہونے کے ساتھ سیاسی اور قانونی حاکمیت کی بھی مظہر کامل ہے اس لیے اسلامی دستور اور اسلامی حکومت میں آپ ﷺ کی پیروی بھی لازم اور واجب قرار دی گئی ہے۔ اس لیے اسلامی دستور کی اصل اصیل اور اساسی کتاب، قرآن مجید میں اس تصور کو بڑے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ہمیشہ کے لیے بطور اصول اور قانون بیان کر دیا گیا۔ "جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" (النساء:80)

اسلامی حکومت کے اس پہلے ہی اصول کی روشنی میں ایک اسلامی حکومت وہی ہو سکتی ہے جس کی بنیاد اللہ کی حاکمیت اور اتباع رسالت پر ہو اور اس کے حکمران اپنے عوام پر نہ تو زبردستی کریں اور نہ ہی انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کریں۔ اس حوالے سے اگر ہم یزید کی شخصیت اور اس کے دور حکومت کا جائزہ لیں تو تاریخ کے اوراق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یزید کا دور ہرگز اسلامی نہ تھا بلکہ اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں بندے کی حاکمیت اور جبر و اکراہ کا دور تھا۔ شارح بخاری (صاحب فتح الباری) کے بقول "مسلم بن عقبہ نے جو بیعت یزید کے لیے لی وہ یہ تھی کہ "ہم یزید کے غلام ہیں وہ چاہے احکام خداوندی کی طرف بلائے اور چاہے تو معصیت اور گناہ کا حکم دے۔" (فتح الباری، 13:17)

نشۂ اقتدار میں بدمست یزید اور اس کے درباریوں کے عوام پر ظلم و ستم کا تذکرہ

کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ''چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل وغارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کے لیے اہل مدینہ کو پیش کیے جانے کا حکم دیا لشکرِ شام، چاروں طرف پھیل گیا جو جہاں ملتا پکڑ لاتے انکار کی صورت میں قتل کر دیئے جاتے'' (تاریخ ابن خلدون، ج2،ص140)

بقول حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ''یزید کا دور اسلامی نہیں بلکہ ہرقل کی بادشاہی کا دور تھا'' چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ''یزید نے گورنر مدینہ کو خط بھیجا کہ حضرت امام حسین، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کو بیعت پر سختی سے مجبور کرو اور اس میں ان کو ڈھیل نہ دو اگر بیعت سے انکار کریں تو ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ (البدایہ والنہایہ)

مشاورت

اسلامی نظام حکومت کا دوسرا اہم عنصر مشاورت ہے تاکہ تمام نزاعی اور اجتماعی مسائل مشورے سے طے پائیں۔ ان معاملات میں کاروبار حکومت ہی نہیں بلکہ خلیفہ یا امیر تک کا تقرر بھی اسی اصول میں شامل ہے تاکہ مسلمانوں کا امیر اور اسلامی حکومت کا سربراہ ایسے شخص کو چنا جائے جس پر سب متفق ہوں ایسا شخص جو اقتدار کا طالب اور حریص ہو ہرگز امیر یا سربراہ بننے کا حق دار نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''بخدا ہم اپنی اس حکومت کا منصب کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اس کا طالب ہو یا اس کا حریص ہو۔

(بخاری، کتاب الاحکام، کتاب الامارۃ)

''تم میں سب سے خائن وہ ہے جو اسے (منصبِ حکومت) خود طلب کرے۔''

(ابوداؤد کتاب الامارۃ باب 2)

بلکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو اپنے آخری دنوں میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کے لیے اکابر صحابہ پر مشتمل کمیٹی بنا کر باقاعدہ یہ اصول وضع کر دیا تھا کہ مسلمانوں کا امیر وہی ہوسکتا ہے جس کو جمہور منتخب کریں اور پھر یہ کہ کوئی بھی شخص امیر منتخب ہونے کے بعد اپنی من مانی نہ کرتا پھرے بلکہ وہ اکابر اور اہل فکر لوگوں سے مشورہ کرے اور ان کی آراء کی روشنی میں امور سلطنت سرانجام دے۔ اسلامی حکومت کے اس دوسرے اہم اور بنیادی

اصول کو بھی اگر ہم پیش نظر رکھیں تو یہ حقیقت ہے کہ یزید نہ تو جمہور کا منتخب وہ نمائندہ تھا اور نہ ہی اس کا نظام مشاورت پر مبنی تھا بلکہ اس کی تخت نشینی بلاد اسلامیہ پر مذہبی و روحانی اور سیاسی و تمدنی ادبار و نخوت کی اولین شب تھی کہ جس نے اسلام کے رخ روشن پر ایک ایسا سیاہ دھبہ لگا دیا جس نے بعد میں شخصی حکومت کی بنیاد فراہم کر دی چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حالات کی عدم موافقت کے باوجود ظلم کی اس اندھیری رات میں آواز حق بلند کر کے بعد میں آنے والوں کے لیے یہ مثال قائم کر دی کہ اگر اللہ کے بندوں پر شیطان کے بندوں کا بنایا ہوا قانون نافذ کرنے کی کوشش کی جائے تو شیوۂ اہل حق یہ ہونا چاہیے کہ وہ ظلم و استبداد کے مقابل ڈٹ جائیں اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔

اسلامی فلاحی ریاست کے اساسی اصول

اسلام نے حکومت کا جو تصور پیش کیا ہے وہ محض بندوں پر حکم چلانا ہی نہیں بلکہ اس نے اس کے لیے چند ایسے اصول و قوانین وضع کیے ہیں کہ جن پر اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی بھی حکومت اپنی ریاست کو فلاحی ریاست میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ یوں اسلامی ریاست کا تیسرا بڑا اصول یہ قرار پایا کہ حکومت اور اس کے جملہ اموال و اختیارات خدا اور عوام کی امانت ہیں اور خلیفہ کی حیثیت ایک امین کی ہے۔ امین اور نگران ہونے کے ناطے وہ رعایا کے بنیادی حقوق کے تحفظ کا ذمہ دار ہے۔ علامہ فارابی نے فلاحی ریاست کے لیے جن بنیادی حقوق کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ حرمت جان 2۔ عدل و انصاف 3۔ تحفظ ناموس خواتین
4۔ معاشی تحفظ 5۔ امر بالعروف و نہی عن المنکر 6۔ مساوات انسانی کا حق
7۔ امور سیاست میں شرکت کا حق 8۔ ظلم کے خلاف احتجاج کا حق
9۔ آزادی رائے کا حق 10۔ نظریہ و اعتقاد اور ضمیر کی آزادی
11۔ تحفظ ملکیت 12۔ آزادی اجتماع کا حق 13۔ دفاع مملکت
14۔ غیر مسلموں کے حقوق

قرآن مجید نے بھی مختلف مقامات پر ریاست اور سربراہ حکومت کے فرائض کا تذکرہ

کرتے ہوئے ان اصولوں کو بیان کیا ہے ارشاد ربانی ہے: ''وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت عطا کریں تو وہ نظام صلٰوۃ زکوٰۃ کو بپا کریں۔''

اور یہ کہ ''جس نے ایک شخص کو قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک جان بچائی اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔''

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں نماز اور زکوٰۃ کے صرف دولفظوں اور نفس انسانی کی عزت و حرمت بیان کر کے انتہائی اختصار سے ان بنیادی حقوق کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کے حکمرانوں کی ذمہ داریاں بھی بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کر دی گئی ہیں۔ بلکہ اسلام جس نظام سیاست اور انداز حکمرانی کا درس دیتا ہے۔ اس کی روشنی میں تو حالت جنگ میں بھی سایہ دار اور پھل دار درختوں کو کاٹنے اور انسان کی خدمت کرنے والے جانوروں تک کو مارنے سے منع کیا گیا ہے انسان تو پھر بھی انسان ہے اس کی عظمت و حرمت کا اندازا کرنا کوئی مشکل نہیں۔

بہر کیف اسلامی ریاست کے ان اساسی اصولوں کی روشنی میں بھی اگر یزید کے عہد حکومت کا جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وہ ذاتی سیرت و کردار کے حوالے سے انتہائی بدکردار اور بدقماش انسان تھا بقول حافظ ابن کثیرؒ ''یزید آلات لہو ولعب، شراب پینے، گانا سننے، شکار کھیلنے، بے ریش لڑکوں کو رکھنے، جھنے بجانے، کتوں کو رکھنے، سینگوں والے دنبوں، ریچھوں اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاتا تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی (بے ریش) لڑکوں کے سروں پر بھی، گھوڑوں کی دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اسے اس کا بہت افسوس ہوتا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۳۸)

دورِ یزید کے مظالم کی جھلک

یزید کا شخصی کردار ملاحظہ کرنے کے بعد اب ذرا اس کے دور کے مظالم کی تصویر بھی ایک جھلک دیکھ لیں۔ علماء کرام اور مورخین اس پر متفق ہیں کہ یزید سنت نبوی کو بدلنے والا، بے وقوف، ناتجربہ کار، جھوٹا، ظالم اور گمراہی کی طرف دعوت دینے والا تھا چنانچہ 61ھ میں یزید نے عنان حکومت سنبھالی تو اہل بیت رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے پاکیزہ خانوادے پر اس قدر مظالم ڈھائے کہ تمام تر اخلاقی، سیاسی اور قانونی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ان

نفوس قدسیہ کو گلستان رسالت کی عفت و عصمت مآب خواتین اور معصوم بچوں کے سامنے نہ صرف بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا بلکہ ان کے بے گوروکفن لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے، سروں کو تنوں سے جدا کر کے نیزوں پر چڑھا کر کوفے کے بازاروں میں گھمایا گیا اور تاجدار کائنات ﷺ کے جگر گوشوں، اہل بیت اطہار کی خواتین کی چادریں اتار کر اونٹوں پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھرا کر خاندان نبوت کی انتہائی توہین کی۔ علاوہ ازیں ۶۳ھ میں یزید نے واقعہ ''حرہ'' میں سات سو صحابہ کرام اور ان کی معصوم اولادوں کے خون سے اپنی تلوار کو رنگین کیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے اپنے غیر شرعی اور ظالمانہ دور حکومت کو طول دینے کی خاطر تین دن کے لیے حرم مدینہ کو مباح قرار دیا۔ یوں اس کی فوج نے جوار رسول میں داخل ہو کر پاک دامن مستورات کی چادر عصمت کو تار تار کر دیا اور اگلے سال 64ھ میں حرم مکہ کو مباح قرار دے کر اس پر حملہ کیا جس میں حرم کعبہ کی سخت بے حرمتی کرتے ہوئے اللہ کے اس گھر پر سنگ باری کی گئی جس سے اس کی دیواریں ہل گئیں اور غلاف کعبہ کو جلا دیا گیا۔

یہ تھا یزید کا وہ دور حکومت جس کے خلاف امام عالی مقام نے آواز اٹھائی خانوادہ رسول ﷺ کے ایک اہم فرد ہونے کی بنا پر آپ نے اپنے کردار سے اس بات کا اعلان کر دیا کہ وہ حکومت جس میں اللہ کی حاکیت کے مقابلہ میں بندے کی حاکیت ہو اور حضرت انسان جس کو رب قدیر نے آزاد پیدا کیا ہے اس کے بنیادی حقوق کا تحفظ نہ کیا جائے تو نہ ایسی حکومت اسلامی ہے اور نہ ہی حکمران مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔ اس لیے آمریت کی علمبردار ایسی حکومت اور ظالمانہ نظام کے خلاف برسر پیکار ہو کر اگر اپنی عزت و حرمت کا سودا اور سر کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

یزید جس نے اپنے دور حکومت میں یہ ثابت کیا کہ وہ خواہشات نفس کا غلام، بے دین اور سرکش تھا۔ اسے اقتدار کا سرسام اور حکمرانی کا جنون تھا۔ یوں اس نے اسلامی دستور کے تمام اصولوں کو پامال کیا، بیت المال اس کا ذاتی خزانہ بن گیا، قومی مفاد پر ذاتی مفاد غالب آ گیا، حاکم وقت لوگوں کی جان و مال کی محافظت اور ان کی سامنے جواب دہ ہونے کی بجائے حاکم اعلیٰ بن بیٹھا۔ قانون کی بالادستی ختم ہوگئی۔ عوام کے بنیادی حقوق غصب کر لیے گئے۔ ووٹ کا تقدس پامال کیا گیا۔ لوگوں کے ضمیر پر پہرے بٹھانے کی سعی نا مشکور کی گئی۔ عوام کی مشاورت

کی کوئی اہمیت نہ رہی۔ خدا کی حاکمیت کا تصور ختم ہونے لگا۔ خلافت الٰہیہ کسرائیت و قیصریت میں بدل گئی۔ یزیدی دور آئین، دستور اسلام کے تغیر کے علاوہ ظلم کی ایک ناچتی تصویر تھی۔ اس اصول حاکیت خداوندی سے انحراف تھا جس کے نتیجے میں اسلامی ریاست کا پورے کا پورا نظام اخلاق، نظامِ تمدن نظامِ مشاورت، نظام عدل وانصاف نظام سیاست بدل گیا۔

پیغام شہادت حسین رضی اللہ عنہ

شہادت حسین رضی اللہ عنہ محض ایک فرد کی شہادت نہیں بلکہ یہ پیغام ہے اہل حق اور مصطفوی انقلاب کے کارکنوں کے نام کہ اگر آج کے اس متمدن ترین دور میں بھی اگر کوئی ظالم حکمران اپنے اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کہ اللہ کے دین سے بغاوت یا منافقت کا مرتکب ہو تو پھر حسینیت کا دم بھرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عزت، اپنا وقار، جاہ ومنصب اور تمام تر ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اسوۂ حسینی پر چلتے ہوئے طاغوت کے ظالمانہ نظام کو جڑوں سے اکھاڑ دینے کا جذبہ اور عزم مصمم لے کر کائنات کو پھر سے کربلا کا نظارہ دکھا دیں۔ اس لیے کہ اب حسین رضی اللہ عنہ ایک شخصیت کا نہیں کردار کا نام ہے جس طرح یزیدیت ایک کردار ہے اب جو بھی حکمران خواہ کتنا ہی پابندِ صوم وصلوٰۃ ہو اور بزعمِ خویش ہمدرد وغمگسار ہو لیکن وہ اللہ کے دین کے ساتھ منافقانہ رویہ رکھتا ہو، اپنے سیاسی مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لیے ہر اوچھا ہتھکنڈا استعمال کرنے سے بھی باز نہ آئے تو وہ یزیدیت کی علامت ہے اور اس کے خلاف حق کی آواز اٹھانا اور مزعومہ نظام سے ٹکرا جانا حسینیت ہے اس لیے کہ حسینیت ایک پیغام ہے وہ آفاقی پیغام جو ہر دور کے مظلوم اور مجبور انسانوں کو درس عمل اور ولولہ شوق عطا کرتا رہے گا۔ حسین ایک مذہب ہے جو ہمیشہ طاغوتی طاقتوں سے ٹکراتا رہے گا، حسین سیاست کا وہ کردار ہے جس میں اصولوں کی سودے بازی نہیں کی جاسکتی، حسین ایک ملت ہے جس کی بنیاد ابراہیم علیہ السلام نے رکھی اور کربلا میں اپنے نکتہ عروج کو پہنچی، حسین صدائے انقلاب ہے جو ہر دور میں بلند ہوتی رہے گی۔ بقول ریاض حسین چودھری۔

یزیدی عساکر ادھر بھی ادھر بھی
حسین آج بھی کربلا میں کھڑا ہے

(بشکریہ: ماہنامہ منہاج القرآن، جولائی 1993ء)

محبت و قدر نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہٖ الکریم

بروز بدھ، 22 اپریل 2020ء

بخدمت گرامی حضرت العلام، محققِ ختم نبوت، مجاہد فی سبیل اللہ

برادر گرامی مولانا صاحبزادہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

''کتابیاتِ ختم نبوت'' جلد اوّل کا ایک نسخہ بدست محترم علامہ سید حبیب الرحمٰن شاہ صاحب موصول ہوا۔ کتاب حسن صوری و حسن معنوی ہر دو اعتبار سے جاذب نظر اور قاری کے قلب ونظر کو مسخر کرتی اور دعوتِ مطالعہ دیتی ایک تاریخی دستاویز ہے۔ اللہ کرے ذوق تحقیق اور زیادہ۔

آپ کی شبانہ روز کی محنت اور آپ کے شجر اخلاص کے ثمر شیریں کا رس ہر ہر صفحہ کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک کلمہ سے ٹپکتا ہوا قلب و باطن کو حب رسول ﷺ کی مٹھاس کے ذائقہ سے لطف اندوز کر رہا ہے۔ آپ نے خادمین حضور ختمی مرتبت ﷺ اور ان کی قلمی خدمات کو قصہ پارینہ ہونے سے بچا کر ایک حیاتِ تازہ بخش دی ہے اور ختم نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی چوکیداری کرتے ہوئے دفتر تاریخ میں حیاتِ جاودانی کی دولتِ سرمدی بھی حاصل کر لی ہے۔ رب قدوس جلا واعلیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب مقدس ﷺ کے تصدق آپ کو بیش از بیش خدماتِ دینیہ کی توفیق ارزانی فرمائے اور اپنے مقربین بارگاہ کے توسل سے ان خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔

آپ کی بسیار خوانی اور زود نویسی دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں آپ فصیل علم و تحقیق پر مزید علم لہراتے ہوئے قصر شہرت کے عظیم فاتح قرار پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ سے امید ہے کہ وہ ذاتِ حق آپ جناب کے بارے میں میرے گمان کو حقیقت کا لباس پہنائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین امام الانبیاء وخاتم المرسلین صلی علیہ رب العالمین وملائکتہ والناس اجمعین

والسلام مع الاحترام

احقر پروفیسر محمد الیاس اعظمی

من ابنائے منہاج القرآن، قصور

حضرت خواجہ پیر
ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

سید صابر حسین شاہ، بخاری قادری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم،نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

آہ! آسمان تصوف کا اک روشن ستارہ غروب ہوگیا۔آج سوشل میڈیا پر یہ خبر وحشت گروش کرتے نظر آئی کہ عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ پیر ابوالخیر محمد عبداللہ جان محی الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہان فانی سے کوچ فرما کر عالم جاودانی کی جانب کوچ کرلیا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کی اچانک وفات حسرت آیات سے فضا سوگوار ہوگئی ہے۔ہماری روحانی مجالس اور تقریبات کی رونقیں ماند پڑگئی ہیں۔آپ کی تاب ناک شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ کی ولادت باسعادت 15 / ذوالحجہ 1356ھ/ 17 / فروری 1938ء بروز جمعرات پشاور شہر کے محلہ بھانہ ماڑی میں ہوئی۔۔آپ کے والد گرامی حضرت حاجی محمد جان المعروف باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت پارسا اور متدین تھے۔بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثار ولایت نمایاں تھے۔ ایڈورڈ ہائی سکول پشاور سے عصری تعلیم حاصل کی۔۔اور پھر نامور اساتذہ کرام سے دینی تعلیم کی تکمیل فرمائی۔۔چونکہ گھر کا ماحول خالص دینی تھا اسی لیے زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نے حضرت خواجہ صوفی نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی سعادت حاصل کر لی تھی۔۔بعد میں اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔۔۔مولانا میر اکل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔۔اسی طرح پیر ضامن نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں،مولانا محمد اللہ خان رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اور شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اور حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ نے

آپ کو چاروں سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔۔الحمد للہ علی ذالك۔حضرت خواجہ پیر ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آسمان تصوف پر ایک درخشندہ ستارے کی مانند چمکتے دمکتے رہے۔آپ نے پشاور میں کوہاٹ روڈ بالمقابل آڈٹ کالونی میں عظیم الشان خانقاہ کی بنیاد رکھی۔وہاں ''دارالعلوم اسلامیہ مجددیہ'' کا قیام عمل میں لایا اور ایک عظیم الشان لائبریری ''کتب خانہ خیریہ'' کا اجراء فرمایا......وہاں آپ نے دنیا بھر سے قرآنیات،احادیث، سیرت،تصوف،تاریخ اور تذکرہ کے موضوعات پر کتابیں جمع کیں۔ان سے آپ کی کتاب شناسی اور کتاب دوستی عیاں ہوجاتی ہے۔

آپ کا ذوقِ مطالعہ دیدنی تھا۔علمی و روحانی دنیا سے آپ نے ہمیشہ رابطہ باضابطہ رکھا۔۔ہر نئی شائع ہونے والی کتاب پر آپ کی نظر ہوتی تھی،کتابوں کے لئے آپ دور دراز کا سفر خود اختیار فرماتے کتابوں کو سینے سے لگاتے اور پھر اپنی لائبریری میں انہیں نہایت طریقے سلیقے سے سجاتے۔اور خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔آپ کی لائبریری میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ہندی، پشتو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہزاروں نادر و نایاب کتابیں موجود ہیں۔ قلم وقرطاس سے بھی آپ کا تعلق گہرا رہا ہے۔۔پشاور سے آپ نے ایک رسالہ ''الخیر'' بھی جاری فرمایا تھا۔مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کے حوالے سے ایک کتاب ''آخری پیغام'' لکھوا کر شائع فرمائی۔ پروفیسر خالد امین الخیری سے ''سلسلہ خیریہ'' اور محمد صادق قصوری سے ایک ضخیم کتاب ''تذکرہ نقشبندیہ خیریہ'' لکھوا کر شائع کروائی جس میں پیغمبر آخرالزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ عالیہ خیریہ نقشبندیہ کے تمام مشائخ کرام کا جامع اور مفصل تذکرہ شامل ہے۔

پشاور کے علاوہ اسلام آباد میں بھی آپ نے ''آستانہ خیریہ'' کی ایک شاخ قائم فرمائی ہے۔آپ اپنی مجالس میں جب ذکر جہر کراتے تھے تو ایک روحانی سماں باندھ دیا کرتے تھے۔آپ نے دس بار حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔اس کے علاوہ کئی بار اہل خانہ اور یارانِ طریقت کے ساتھ بھی عمرہ اور مدینہ شریف میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سیروا فی الارض کے تحت آپ نے متعدد بار ہندو پاک،عراق، اور دیگر ممالک کا سفر کیا،علماء ومشائخ سے ملاقاتیں کیں اور وہاں مزارات کی

زیارت کی۔ تبلیغ اسلام کے حوالے سے آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں، کئی غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اکابر کا ادب واحترام اور اصاغر سے محبت وشفقت آپ کی پہچان تھی۔ آپ کی شخصیت تواضع وانکساری کا حسین مرقع تھی۔ آپ یادگار اسلاف تھے۔ فقیر کے مہربان اور قدردان تھے، آپ سے فقیر کا تعلق 1985ء سے ہے۔ فقیر پر آپ کی نوازشات اور عنایات بے شمار ہیں۔۔ پشاور اور اسلام آباد میں آپ سے کئی بار یادگار ملاقاتیں اور باتیں ہوئیں۔ احترام سادات میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی محبت وعقیدت دیدنی تھی۔۔ آپ کے افکار و نظریات پر نہایت سختی سے کاربند تھے۔ حب الوطنی سے سرشار تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو محسنین ملت قرار دیتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے اور جانشین پیر محمد بدر عالم جان صاحب زید مجدہ آپ کی فکر کے امین ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔ عالم اسلام کے صوفی باصفا حضرت پیر خواجہ محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ 29/رمضان المبارک 1441ھ/23/مئی 2020ء بروز ہفتہ بوقت صبح داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آہ! ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ آسمان تصوف کا ایک روشن ستارہ غروب ہو گیا۔۔ آہ! اک روشن چراغ تھا نہ رہا۔ تا ابد آباد رکھ یارب مرشد آباد کو: باباجی کے دائمی جود وسخا کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کی بخشش فرما کر آپ کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان، اور ہم سب کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر عظیم عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

دعا گو ودعا جو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ "خلیفۂ مجاز بریلی شریف"۔ مدیر اعلیٰ الحقیقہ۔ ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 43710 (29/رمضان المبارک 1441ھ/23/مئی 2020ء بروز ہفتہ بوقت 8:45 عشاء)

❀❀❀

ٹیکنیکل مناظرہ

آپ نے مولویوں کے مناظرے دیکھے ہوں گے مگر میں آپ کو اپنے انجینئرنگ اسٹائل مناظرے کی روداد سنانا چاہتا ہوں جو ایک احمدی دوست سے سرراہ برپا ہو گیا تھا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس وقت تک میں احمدیت کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھا۔ یوں تو مرزا غلام احمد کی شخصیت سے میرا پہلا تعارف 1987ء میں ہی ہوا تھا (جن دنوں راقم پہلی بار مذہبی دنیا میں قدم رکھ رہا تھا) اور یہ بھی اتفاقاً ہی ہوا تھا۔ پشاور یونیورسٹی کے "رازی ہال" میں داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ نوٹس بورڈ پر ایک فوٹو کاپی آویزاں تھی۔ فوٹو میں کرسی پر مرزا بیٹھے ہیں اور چاروں طرف حاشیہ میں گالیاں (حرامی، کنجر، وغیرہ) درج ہیں۔ نیچے ایک سطری اعلان کہ اگر آپ کو رسول اللہ سے محبت ہے تو اسکی مزید کاپیاں کر کے اشاعت میں حصہ لیجیے، اگرچہ مذہبی نوگرفتاروں کے جذبات شدید تر ہوا کرتے ہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے اس نوٹس سے کراہت سی محسوس ہوئی تھی۔

بہرحال اپنے مناظرے والے واقعہ کی طرف آتے ہیں۔

یہ 2002ء کی بات ہے۔ جہلم کے قصبہ دینہ میں "این ایل سی" کمپنی کا کیمپ تھا جن کے پاس جہلم کھاریاں روڈ کا پراجیکٹ تھا۔ کبھی کبھار میرا وہاں جانا ہوتا تو آفیسرز میس میں محفل جمتی۔ وہاں میجر صاحب اور راقم کے درمیان "سائیں طارق کی سرائیکی شاعری" ایک مشترکہ موضوع تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا موصوف قادیانی ہیں۔ ایک شام جہلم تبلیغی مرکز میں شب جمعہ کا بیان سنکر "میس" میں واپس آیا تو دوست کھانے کی میز پر منتظر تھے۔ میں نے میجر صاحب سے مذاقاً کہا کہ آپ عصر کے وقت مجھے مل جاتے تو میں آپکو ایک دینی مرکز لے جاتا۔

میجر سیریس ہو گیا۔ کہنے لگا: "لیکن اگر میں آپ کو ایک دینی مرکز جانے کا کہوں تو آپ میرے کمرے کو آگ لگا دیں گے۔ نہ جانے کیوں اس جملے پر میری چھٹی حس نے بتایا کہ میجر

احمدی جماعت سے تعلق رکھتا ہے قادیانیت کے بارے میں میری معلومات بڑی ہی محدود تھیں تاہم یہ سنا ہوا تھا کہ پچھلی صدی میں ایک قیصرانی سردار نے قادیانیت اختیار کر لی تھی جس کی وجہ سے قیصرانی قبیلہ کے کافی لوگ احمدی ہو گئے تھے شاید یہ خیال اسی وجہ سے آیا ہو۔

میں نے عرض کیا: ''میجر صاحب! آپ زیادہ سے زیادہ مجھے ربوہ تک ہی لے جاتے تو اس میں آگ لگانے کی کیا بات ہوئی؟'' بہر حال، بات مذاق ہی مذاق میں قادیانیت پر ایک دوستانہ مناظرے کی صورت اختیار کر گئی جس کی کچھ جھلکیاں پیش کرتا ہوں:

''احمدیہ جماعت کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟''

عرض کیا: ''میں تو ان کو کافر سمجھتا ہوں۔'' کہنے لگے ''کیا آپ نے کبھی احمدی لٹریچر پڑھا ہے؟'' میں نے انکار کیا (اور حقیقت بھی یہی تھی)''

اس پر کہنے لگے کہ یار آپ پڑھے لکھے آدمی ہو۔ آپ نے خود کبھی احمدیت کو پڑھا نہیں اور فقط مولویوں کے کہنے پر ان کو کافر سمجھتے ہو۔ کیا اسی کو تعلیم وشعور کہتے ہیں؟''

میں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بات کو فلسطین، اسرائیل کی طرف پھیر دیا۔ میں نے کہا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسرائیل کے مسلمان، فسلطین کے مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ میجر نے کہا کہ اسرائیل میں تو یہودی ہیں۔ عرض کیا کہ یہودی بھی تو مسلمان ہی ہیں کیا آپ یہودیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ میجر نے کہا کہ ''بھائی یہودی تو کافر ہی ہیں'' عرض کیا: کیا آپ نے کبھی یہودیت کی کتب کا مطالعہ کیا ہے یا فقط مولویوں کے کہے پر ان کو کافر قرار دے رہے ہیں؟

میجر گھبرا گیا کہنے لگا دیکھو یار، احمدی جماعت میں بڑے بڑے سائنس دان اور جرنیل وغیرہ شامل ہیں تو کیا یہ سب پاگل ہیں۔ عرض کیا میں نے کب کہا ہے کہ ایسے پڑھے لکھے لوگ پاگل ہیں۔ ہمارے بازو والے ملک میں ممتاز سائنس دان جرنیل وغیرہ لوگ، گائے کا پیشاب پیتے ہیں تو کیا وہ سب پاگل ہیں؟ قصہ کوتاہ میجر نے بالآخر زچ ہو کر کہا: ''آپ میرے ساتھ کمرے میں چلیں میں آپ کو علمی طور پر مطمئن کر دوں گا۔''

دوستوں کے اصرار پر ہم سب اس کے کمرے میں گئے تو الماری سے ایک موٹی سی کتاب نکال کر کہنے لگا: آپ کا اور ہمارا اختلاف صرف ختمِ نبوت کے مسئلے پر ہے اس کتاب

میں اس کا مکمل علمی جواب موجود ہے آپ اس کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں۔ میں نے عرض کیا کہ جناب کتابوں کی باتیں مولویوں کے لیے چھوڑ دیں۔ آپ ہم انجینئرز ہیں تو کیوں نہ ٹیکنیکل طریقے سے بات کر لیں؟

میرا سوال یہ ہے کہ ''این ایل سی'' کمپنی آپ کی زیر نگرانی ایک نظام کے تحت کام کر رہی ہے آپ کو بوقت ضرورت اسٹاف بڑھانے کی بھی اجازت ہے لیکن اس سب کے باوجود کسی دن ہیڈ آفس سے آرڈر آئے کہ آپ کی جگہ کسی دوسرے پراجیکٹ منیجر کا تقرر کر دیا گیا ہے تو اس کے دو ہی مطلب لیے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ میں پروفیشنل کمزوریاں ہیں یا پھر یہ کہ نیا آنے والا آدمی آپ سے زیادہ قابل ہے۔''

میجر نے اس بات سے اتفاق کیا۔ اب میں نے ایک کاغذ منگوا کر اس کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی۔ ایک طرف حضرت محمد ﷺ اور دوسری طرف مرزا صاحب لکھ کر عنوان بنایا اور عرض کیا کہ اب آپ حضرت محمد ﷺ کی کم از کم کوئی ایسی پروفیشنل کمزوری لکھ دیجیے جسے پورا کرنے کے لیے مرزا صاحب کی اپائنٹمنٹ کرنا ضروری تھی قلم ہاتھ میں رکھ کر سوچنے لگ گیا۔ عرض کیا حضور علمی وجسمانی نہ سہی شکل وصورت میں ہی کوئی کمی ایسی لکھ دو جس میں مرزا صاحب برتر تھے اور حضرت محمد ﷺ کو رپلیس کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عرض کیا: حضور! اگر آپ نہیں ڈھونڈ ھ سکتے تو پھر مجھے اجازت دیجیے میں مرزا صاحب کی ایسی دس کمزوریاں لکھ دیتا ہوں جن میں حضرت محمد ﷺ اس سے بہر حال برتر تھے۔ جناب اسلام ایک پراجیکٹ ہے۔ اس کے لیے اسٹاف اور وسائل بڑھانے پر پابندی نہیں لیکن اس کا پراجیکٹ ڈائریکٹر تب ہی بدل سکتا ہے جب پہلے نے کوئی کمی کی ہو یا دوسرا پہلے والے سے برتر ہو۔ میجر صاحب! شاید اس قسم کے مناظرے کے لیے ٹرینڈ نہیں تھے۔

ہم سب نے میجر صاحب کی بولتی بند ہونے پر دل کھول کر قہقہے لگائے۔ مل کر چائے پی اگلے ویک اینڈ کا پارٹی پروگرام بنایا۔ اگر چہ یہ ٹیکنیکل مناظرہ ہم جیت گئے لیکن میجر پھر بھی احمدیت پر قائم رہا۔ اس لیے کہ عقائد مناظروں سے نہیں بلکہ حسن سلوک سے ہی بدلے جاتے ہیں...... اور دلوں کو پھیرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

(خالد محمود سابق یوئیل کندن، ماہنامہ ختم نبوت)

گذشتہ سے پیوستہ

عاشقانِ مصطفی ﷺ کہاں ہیں؟

حافظ محمد قیصر (ضلع چکوال)

آخری نبی ﷺ، آخری امت:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ)

پیدائش میں اوّل، بعثت میں آخر:

میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں۔

(کنزالعمال، ج6، ص113، ابن کثیر، ج8، ص89)

رسول برحق ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام گندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے۔''

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین ﷺ)

نبوت کے آخری تاجدار: آدم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا ''انبیاء میں سے آپ کے آخرالاولاد ہیں۔'' (رواہ ابن عساکر)

ابتدائے نبوت وانتہائے نبوت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سب انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد ﷺ ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ منکر نکیر یہ سن کر کہیں گے تو نے سچ کہا۔'' (منقول از ''درمنشور''، ج4، ص1605)

ہر زماں اور ہر انسان کا نبی ﷺ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مرسلا روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا۔ (کنز العمال ''خصائص کبریٰ'')

تیس جھوٹے دجال

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ فرمایا کہ قریب ہے میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح مسلم)

عقیدہ ختم نبوت عقیدہ رسالت کا ایک جزء ہے جس طرح ایمان کی تکمیل کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسولِ برحق ماننا ضروری ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا بھی ضروری ہے۔ جو شخص سرور کائنات ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو مگر آپ کو خاتم النبیین نہ مانتا ہو۔ آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کا عقیدہ رکھتا ہو تو ایسا شخص کلمہ پر قائم ہونے کے باوجود دائرہ اسلام سے خارج ہے مرتد اور کافر ہے۔

مرزا قادیانی اور اس کے شیطانی چیلوں نے جس دریدہ ذہنی اور زہر افشانی کا مظاہرہ کیا ہے اسے تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے، بازو پر رعشہ طاری ہوتا ہے، قلب وجگر زخمی ہوتا ہے آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے۔

لیکن دوسری طرف وقت نے پکار پکار کر کہا ہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال کے دیوانوں اور پروانوں کو بتا دو کہ سرور کونین ﷺ کی عزت وناموس پر قادیانی گدھیں کس طرح حملہ آور ہو رہی ہیں۔

خاتم الانبیاء کی توہین

''نبی ﷺ سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے''

(ازالہ الاوہام مطبع لاہوری، ج 2، ص 363، مصنفہ مرزا قادیانی)

''نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی۔ میں نے پوری کی ہے۔'' (معاذ اللہ) (حاشیہ تحفہ گولڑویہ، ص 165، مصنفہ مرزا قادیانی)

☆ درود شریف کی توہین

''مرزا قادیانی اپنے بارے میں بکتا ہے ''خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔'' (نعوذ باللہ) (رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر 2، ص 15 تا 18، نمبر 3، ص 26 تا 24 مصنفہ مرزا قادیانی)

☆ قرآن مجید کی توہین:

''قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہا ہے۔'' (نعوذ باللہ)

(ازالہ اوہام، ص 28 تا 29 مصنفہ مرزا قادیانی)

☆ صحابہ کرامؓ کی توہین:

''بعض نادان صحابہ جن کو ہدایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔'' (نعوذ باللہ)

(ضمیمہ نصرت الحق، ص 120)

☆ مسلمانوں کی توہین:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (معاذ اللہ) (تذکرہ ص 342، 343)

لیکن افسوس صد افسوس!

مسلمانوں کے نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ برادرانہ و دوستانہ تعلقات ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے گستاخوں کا یہ ذلیل گروہ مسلمانوں کے ساتھ ہی کھاتا پیتا ہے۔ یہ

باغیان محمد ﷺ مسلمانوں کی شادیوں و دیگر خوشی کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔
اور بعض کی دینی غیرت وحمیت کا جنازہ یہاں تک نکل چکا ہے کہ ان کی بیٹیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیاہی ہوئی ہیں۔ اور ان کے بطن سے ایک قادیانی نسل پیدا ہورہی ہے لیکن مسلمان لبوں پر مہرِ سکوت لگا کر خاموش بیٹھا ہے۔

محسن انسانیت ﷺ کے امتیوں !:

آج محبت رسول ﷺ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم تاج وتخت ختم نبوت ﷺ کی پاسبانی ونگہبانی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

ملت اسلامیہ کے نوجوانوں !

اپنی لہکتی ہوئی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے وقف کردو اہل دولت و ثروت کا فرض ہے کہ اپنے مال کا ایک حصہ تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف کردیں۔

اہل قلم حضرات فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے قلم سے تلوار کا کام لیں۔ مقررین حضرات اپنی شعلہ نوائیاں، اپنی فصاحت و بلاغت، اپنا علم وعرفان تحفظ ختم نبوت کے لیے مختص کردیں طلبہ کو چاہیے کہ نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لیے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں۔

تاکہ ہماری نئی نسل زیور تعلیم ختم نبوت سے آراستہ ہوسکے۔ عوام الناس کا یہ فرض ہے کہ قادیانیوں کا معاشرتی، معاشی، سماجی بائیکاٹ کرکے دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دوعالم ﷺ کے سامنے سرخرو ہوسکیں اور شفاعت محمدی ﷺ کے مستحق بنیں۔

رب العزت ہمیں محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز عمل صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

❁❁❁